سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

جو حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی تحریک ارشاد پر حضرت اولوالعزم صاحبزادہ حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد فضل عمر رضی اللہ عنہ مصلح موعود خلیفہ ثانی کی سرپرستی میں زندہ ہؤا۔


# الحکم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ ط

بیشک خدا کسی قوم کیحالت کو نہیں بدلتا جبتک کہ وہ قوم اپنی حالت کو نہ بدلے۔

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمی دیگر

بہشتی دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر




شرح قیمت جو پیشگی لیجائیگی

عوام سے ۵ر

خواص سے ۱۰ عہ

ہندوستان سے باہر کے غیر مذاہب اور غیر مبلیع احباب سے (۱۲ روپے)

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی


چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی! | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی!


جلد ۱۹ | مورخہ ۲۸۔ جنوری ۱۹۱۵ء عیسوی | نمبر ۴


## ایک شہادت حقہ کا اظہار

"ناظرین الحکم! میرے محترم بھائی مولوی محمد دین صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے نام سے غالباً واقف ہوں گے۔ یہ نوجوان اپنے اخلاص و ایثار میں قابل رشک ہے جس نے مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے ایک گرانقدر ملازمت کی آخر کو نامنظور کر دیا تھا۔ اور صدق و اخلاص کے ساتھ خدمت سلسلہ میں مصروف ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ ایک وقت انہیں ولایت بھیجنے کے لئے آمادہ ہو گئے تھے۔ مگر کسی نے اخراجات کا بیش قرار تخمینہ پیش کر کے اس تجویز کو ملتوی کر دیا بہرحال مولوی صاحب اپنے اخلاص ایثار اور صدق کا ایک نمونہ ہیں۔ ان کی شہادت کا جو وزن ہو سکتا ہے۔ وہ ظاہر ہے میں ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ غور سے پڑھیں"

(ایڈیٹر)

مجھے معلوم ہؤا ہے۔ کہ خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب اپنے دوبارہ بیعت کرنے کی رکیک تاویلیں فرما رہے ہیں۔ میں بھی چونکہ اس وقت مسجد مبارک میں حاضر تھا۔ جس وقت حضرت مولوی نور الدین صاحب مرحوم خلیفۃ المسیح اول رضہ نے ان ہر دو صاحبان سے بعد؟ آپکے دوبارہ بیعت لی۔ جو تقریر حضرت مولوی صاحب مرحوم نے اس وقت فرمائی وہ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے۔ اور اسوقت بھی میں نے اچھی طرح سے سنی تھی۔ اور چونکہ مجھے اس واقعہ کے ماقبل اور مابعد بھی بعض واقعات کا علم ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ جو مجھے معلوم ہے۔ وہ مختصراً میرے بھائیوں تک پہنچ جائے تاکہ وہ حق و باطل میں بآسانی تمیز کر سکیں۔ میرا ایماں یہ منشار نہیں ہے کہ میں ان تمام واقعات کو مفصل بیان کروں جس کی وجہ سے حضرت مولوی صاحب مرحوم کو دوبارہ بیعت لینی پڑی۔ قصہ مختصر یہ تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود کے بعد انجمن مطاع خلیفہ ہے یا مطیع خلیفہ ہے۔ مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب نے جیسا مجھے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضہ کی زبانی معلوم ہوا اس امر پر بہت زور دیا تھا۔ کہ خلیفہ مطیع ہے اور انجمن مطاع گو آپ صاحبان یہ بھی فرماتے تھے۔ کہ حضرت مولوی صاحب کا وجود اس سے مستثنےٰ ہے۔ حضرت مولوی صاحب نے جو تقریر مسجد مبارک میں فرمائی تھی۔ اس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ ایسا خیال بہت گندہ ہے اور ناپاک ہے۔ اور یہ اسلام کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ میں اپنے الفاظ میں آپکا مطلب ادا کر رہا ہوں۔ چونکہ مجھے امتداد زمانہ سے بہت سے الفاظ یاد نہیں رہے۔ حضرت نے مثالیں دیکر بھی سمجھایا تھا۔ بعد میں آپ نے یہ فرمایا۔ کہ خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب دوبارہ بیعت کریں۔ کیونکہ ان کی بیعت ٹوٹ گئی ہے۔ اور شیخ یعقوب علی کو کہا۔ کہ تم بھی دوبارہ بیعت کرو۔ کیونکہ ان لوگوں کا خیال ہے۔ خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کی طرف اشارہ کر کے کہ تم یعنی شیخ یعقوب علی فتنہ پردازی کرتا ہے۔ اور اسی نے جماعت میں فتنہ ڈالا ہے۔ یہ میں نے بہت ہی مختصر طور پر کہدیا ہے
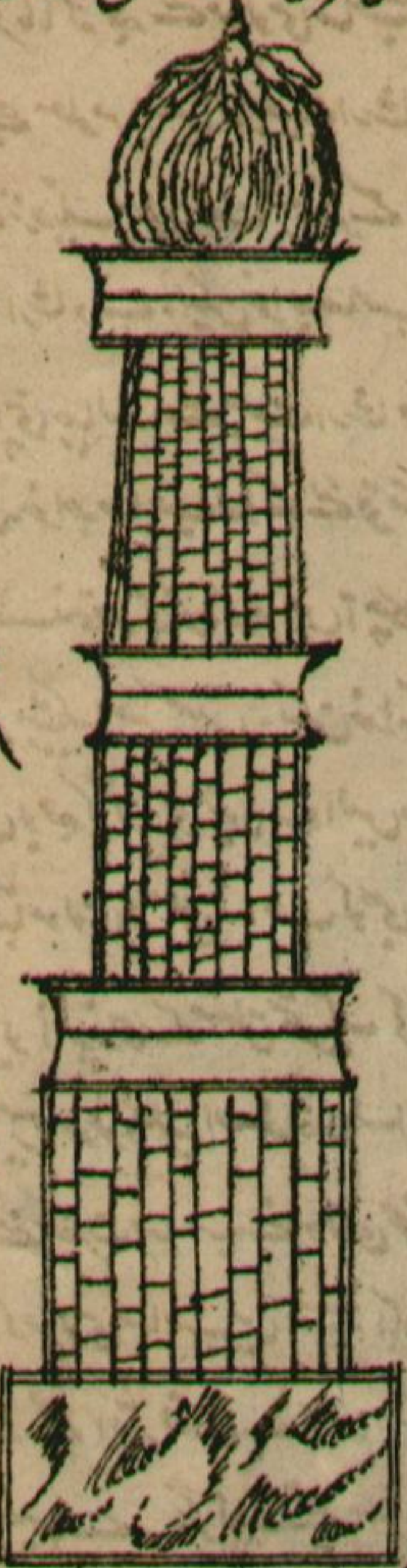
اب خواجہ صاحب کا یہ فرمانا کہ مجھ سے مولوی صاحب نے دوبارہ بیعت ارشاد لی تھی۔ مجھے معلوم نہیں کہ بیعت ارشاد کے کیا معنے ہیں۔ شاید ان کے نزدیک پہلی بیعت فسخ کر کے دوبارہ بیعت کرنے کا نام بیعت ارشاد ہے۔ لیکن خواجہ صاحب ہمیں معاف فرماویں گے۔ اگر ہم لوگ اپنی جہالت سے بیعت ارشاد کے کچھ اور معنے سمجھ بیٹھے ہوں۔ خواجہ صاحب خدا کے لئے قوم کو دھوکہ میں نہ ڈالئے۔ بلوٰی ان السنتھم قرآن کریم میں آچکا ہے آپ لوگ قادیان والوں کو بیشک حقیر سمجھیں۔ لیکن خدا کے پاک مرسل کی جماعت کو جان بوجھ کر گمراہی میں نہ ڈالیں خواجہ صاحب مجھے یاد پڑتا ہے۔ غالباً مولوی محمد علی صاحب کو بھی یاد ہوگا جس وقت جناب نے ریویو انگریزی کے متعلق تحریک کی تھی۔ کہ اس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی ذکر نہ ہو تو میرے سامنے حضرت صاحب نے مولوی محمد علی صاحب سے دریافت کیا تھا۔ کہ مولوی صاحب میں آپ سے ایک بات دریافت کرتا ہوں۔ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے عین وقت پر اور ضرورت کے وقت بھیجا ہے۔ اگر آپ مجھے پیش نہ کریں گے تو آپ کس کو پیش کریں گے۔ کیا مردہ اسلام کو پیش کریں گے آپ خواجہ صاحب کو لکھ دیں۔ کہ جب موقعہ آتا ہے آپ کمزوری دکھلاتے ہیں اور گرجاتے ہیں۔ میں آپ کی حالت اچھی نہیں دیکھتا۔ آپ استغفار اور توبہ اور صدقہ سے بہت کام لیں مجھے یاد پڑتا ہے کہ یا تو یہی الفاظ تھے۔ یا ان کے ہم معنی اور مترادف۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ اور شخص غلطیوں سے پاک ہیں یا تھے۔ موقعہ کی بات تھی۔ آپ بڑے آدمی تھے۔ آپکی غلطی حضرت صاحب کے نزدیک بڑی تھی۔ آپ کو تنبیہ کی گئی۔ ان باتوں کے ہوتے ہوئے آپ حضرت اقدس کی پاک جماعت کو آپ کی وفات کے بعد پھر گمراہی کے گڑھے میں لیجانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس سے کیا بہتر ہوتا۔ کہ آپ یہ فرما دیتے کہ ہم سے اسوقت غلطی ہوگئی۔ اور رعب میں آگئے۔ اگر آپ نے بیعت ارشاد کی تھی۔ تو غالباً مولوی محمد علی صاحب نے بھی بیعت ارشاد کی ہوگی۔ گو ان کو اس کا علم نہیں۔ یا وہ علم دینا نہیں چاہتے۔ الفاظ ان کے گول مول ہیں۔ وہ فرماتے ہیں "پھر یہ سوال ہوتا ہے۔ کہ دوبارہ مولوی صاحب نے ہم سے بیعت کیوں لی دوبارہ بیعت کسی شخص کے اعتقاد کی غلطی کا ثبوت نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دوبارہ بیعت لی"۔ اس میں گویا مولوی صاحب اپنی طرف سے اپنی بریت ایک طرف سے کر دیتے ہیں۔ کہ گویا ہم سے دوبارہ بیعت جو لی گئی۔ وہ کسی غلطی کا نتیجہ نہ تھی بلکہ ہماری عزت بڑھانے کی خاطر تھی۔ جیسے صحابہ کرام رضہ دوبارہ بیعت لی گئی۔ اگر یہی بات تھی۔ تو مولوی صاحب نے پیچھے کرہ میں آکر اپنے رجسٹر وغیرہ کیوں پھینک دیئے تھے۔ اور کہا تھا۔ کہ میں یہاں نہیں رہوں گا۔ ہماری بڑی بے عزتی کی گئی ہے۔ کیا بچوں کی سی باتیں کی ہیں۔ منشار آپکا مولوی صاحب کی تقریر تھی۔ اور خواجہ صاحب کا بعد میں فرمانا کہ میں چاہتا تو اس کا رد پورا وہیں کر دیتا۔ میں آپ صاحبان سے دریافت کرتا ہوں کیا بیعت ارشاد یہی تھی۔ افسوس آپ لوگ واقعات کو الٹ پلٹ کر اور رنگ آمیزی کر کے ان کے اصلی معنوں سے بدل کر قوم کو غلط مفہوم سمجھانا چاہتے ہیں۔ کیا اسی پر آپ لوگ خلیفۃ المسیح اور امیر القوم بنے ہوئے ہیں۔ کاش آپ لوگ امانت اور دیانت کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑتے۔ جب تک وہ لوگ زندہ ہیں۔ جنہوں نے مسیح موعود کو دیکھا۔ اور جن کی نظروں سے مسجد مبارک پر آپ لوگوں کا دوبارہ بیعت کرنا گذرا۔ ان لوگوں کی نظروں میں آپ سچے نہیں ٹھہر سکتے۔ خواہ آپ ایک دنیا کو اپنی رنگ آمیزی سے اپنے ساتھ کرلیں۔ لیکن آپ یاد رکھیں۔ حق حق ہے خواہ اس کا رازدار ایک شخص ہی ہو۔ میں ایک غریب مسکین عامی اور گنہ گار ہوں۔ لیکن میرے دل میں آپ لوگوں کی اب کوئی عظمت نہیں رہی۔ میں جانتا ہوں۔ آپ واقعات بناتے ہیں۔ اور چھپاتے ہیں۔ اور اس کا خون کرتے ہیں۔ میرے لئے آپ کی صرف ایک ہی بات کافی ہے۔ اور کوئی مانے یا نہ مانے۔ میں کسی اور کا ذمہ وار نہیں۔ آپ لوگ زبان کی چالاکیوں سے کب تک حق کو مجروح کریں گے۔ آخر خدا کے ہاں حاضر ہوتا ہے۔ پھر مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں "ہم نہیں جانتے کہ حضرت مولوی صاحب نے کیوں دوبارہ تین شخصوں سے بیعت لی۔ اس کا علم خدا ہی کو ہوگا۔ اگر کسی کو انہوں نے کہا ہے۔ کہ میں ان کے عقائد کی وجہ سے دوبارہ بیعت لیتا ہوں تو وہ حلفیہ شہادت دے"۔

مولوی صاحب! آپ اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر شائع کر دیں۔ کہ آپ کو علم نہیں۔ خواجہ صاحب شائع فرمادیں شیخ رحمت اللہ صاحب شائع فرمادیں۔ جنہوں نے اس صبح تمام مسجد مبارک کو اپنے سر پر اٹھا لیا ہوا تھا۔ اسقدر زور شور سے آپ باتیں کر رہے تھے۔ اچھا آپ لوگ شاید بڑے ہیں۔ مجھ کو جواب دینا شاید آپ کی کسر شان ہو۔ آپ اپنے کسی دوست کو اشارہ فرمادیں۔ وہی شائع فرمادیں۔ میں نام لے دیتا ہوں۔ میرے دوست اور مکرم خان صاحب اکبر شاہ خان صاحب غالباً آجکل احمدیہ بلڈنگز میں فروکش ہیں۔ اگر آنمکرم خان صاحب قسم کھا کر شائع فرمادیں۔ کہ مولوی صاحب نے دوبارہ بیعت ارشاد لی تھی۔ جیسا کہ خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ یا صحابہ والی جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں۔ یا یہ بھی آپ فرماتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے۔ یا یہ کہ عقائد کی وجہ سے۔ یا آپ ایک مضمون بالتفصیل اس بیعت ثانیہ کے واقعہ کے متعلق لکھ کر شائع فرمادیں۔ اور اپنی تمام سرگذشت۔ تو میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ کم ازکم میں اس بیعت ثانیہ کے متعلق کچھ نہ لکھوں گا۔ یہ امر میں اپنے متعلق کہہ سکتا ہوں۔ کیونکہ میں دوسروں پر داروغہ نہیں۔ ہاں فی الحال میرا دل نہیں مانتا ممکن ہے واقعات اگر کوئی اور صحیح رنگ ہے۔ اور اس صورت میں میرے سامنے پیش آجائیں۔ تو میری رائے بدل جائے۔ ورنہ میں حلفیہ لکھ رہا ہوں۔

واللہ اعلم بالصواب۔ والسلام

خاکسار محمد دین۔ ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

## دار الامان کا ھفتہ

حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی طبیعت الحمد للہ اچھی ہے۔ آپ نے ایک دن میں خواجہ کے اسباب اختلاف کا ایک نہایت لطیف اور فیصلہ کن جواب لکھدیا ہے جو خدا تعالےٰ کے خاص فضل اور تجلے کا نمونہ ہے۔

۱۔ یہ رسالہ کثرت سے تقسیم ہونا چاہیئے۔ انجمنوں کے سکرٹری جس جس قدر کاپیوں کی ضرورت سمجھیں سکرٹری ترقی اسلام کو فوراً اطلاع دیں

۲۔ اہلبیت رسالت اور حضرت خلیفۃ المسیح کا اہل وعیال بخیرت ہیں۔

۳۔ عنقریب سیلون اور ماریشس کو مشنری روانہ ہوگا

# رئیس المنکرین اور نذرانہ

ایک عرصہ تک حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے نذرانہ پر اخبارات میں بحث ہوتی رہی اور اس بحث میں انسانوں سے گذر کر درختوں اور آمینٹوں تک کی شہادت میں پیش ہونے کا اپیل ہوا۔ مگر اصولی طور پر آخر اس کا فیصلہ یہی ہوا۔ کہ نذرانہ خلیفۃ المسیح لیتے تھے۔ اور اپنے ذاتی استعمال میں بھی لاتے تھے۔ اور ان کی وہ ذاتی ملکیت تھی۔ اس کو ہر طرح پر خرچ کرنے کا انہیں اختیار رہتا۔ کوتاہ اندیش اور تنگ ظرف حاسدوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی میں انپر بھی اس کے متعلق اعتراض کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آپ کو ۱۹۱۱ء کے سالانہ جلسہ پر اسکے متعلق تقریر کرنی پڑی۔ اور فرمایا:۔

تمہارا مال جو میرے پاس نذر کے رنگ میں آتا تھا
اس سے پہلے اپریل تک میں اسے مولوی محمد علی
کو دیدیا کرتا تھا۔ مگر کسی کو غلطی میں ڈالا اور کہا
کہ یہ ہمارا روپیہ ہے۔ تب میں نے محض
خدا کی رضا کیلئے اس روپیہ کو دیدینا بند کر دیا۔
کہ میں دیکھوں یہ کیا کر سکتے ہیں۔ ایسا کہنے والے
نے غلطی کی نہیں بے ادبی کی۔ اسے چاہیئے
کہ وہ توبہ کرے۔ اب بھی توبہ کریں ایسے لوگ
اگر توبہ نہ کریں گے تو ان کے لئے اچھا نہ ہوگا۔"

مگر یہ نذرانہ کی رقم رئیس المنکرین کے دل میں ہمیشہ کھٹکتی ہے اور اسکے تصور سے اسکی رال ٹپکتی ہے کہ کسی نہ کسی رنگ میں اعتراض کئے جاتا ہے۔

**لاہوری نوماہی کے جلسہ پر اس نے جو تقریر کی** اس میں بھی یہی ذکر کیا ہے کہ اگر میں چاہتا تو نذرانہ لے سکتا تھا۔ کیا خوب یہ انہیں لوگوں کے نقش قدم پر قدم رکھا ہے جنہوں نے کہا لو نشاء لقلنا مثل ھذا۔ اس نذرانہ اور مرشد بننے کے خیال نے تو دل و دماغ کو جلا دیا اور اپنی ناقابلیت کو دیکھکر یہی بہتر سمجھا کہ سرے سے خلافت کا انکار کر دو ورنہ اگر ایک فیصدی بھی امید ہوتی کہ میں خلیفہ ہو سکونگا تو سب سے پہلا مرید خلافت کا رئیس المنکرین ہوتا۔ بہر حال معتمد پیسہ اخبار نے اس پر ایک مختصر سا مراسلہ شایع کیا ہے جسکو میں یہاں درج کر دینا اسلئے ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ جو پیسہ اخبار نہیں پڑھتے اس سے واقف ہو جائیں (ایڈیٹر)

زمیندار مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۱۵ء میں نامہ نگار نے مولوی محمد علی صاحب کے لیکچر کا خلاصہ دیا ہے۔ لیکچر (ہا) اچھا تھا یا برا۔ لوگ زیادہ آئے تھے یا تھوڑے لاہور جیسے شہر میں اور خاصکر بڑے دنوں کی تعطیلوں میں۔ خواجہ کمال الدین صاحب یا مولوی محمد علی صاحب کے لیکچر پر لوگوں کے جمع نہ ہونے کے کیا اسباب تھے یا یہ کہ چندہ تھوڑا ہوا۔ اسکی وجوہات کیا تھیں۔ اس سے ہمیں کچھ سروکار نہیں۔ یہاں تو ہمیں ایک بات کو دکھانا ہے کہ جس بات پر مولوی محمد علی صاحب نے اپنے لیکچر میں فخر کیا ہے آیا وہ صحیح بھی ہے یا نہیں۔ مولوی صاحب نے اپنے لیکچر میں بیان فرمایا کہ "میں کسی سے نذرانہ نہیں لیتا۔" اول تو یہ دیکھنا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب ایسی پوزیشن رکھتے ہیں کہ لوگ ان کو نذرانہ دیں۔ عام طور سے نذرانہ مرید اپنے مرشد کو دیتے ہیں۔ یا دنیاداری کے رنگ میں اپنے حاکم بالا کو۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب تو دونوں میں سے ایک بھی پوزیشن نہیں رکھتے؟ تو پھر ان کا اس بات پر فخر کرنا کہ میں نذرانہ نہیں لیتا۔ کہاں تک مناسب ہے دوسرے مولوی صاحب کے اس بیان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نذرانہ لینا کوئی بہت بڑا کام ہے جس سے وہ بچے ہوئے ہیں۔ لیکن انہوں نے اتنا غور نہ کیا کہ اگر یہ برا ہی کام تھا تو ان کے مرشد حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو اپنے مریدین سے ہمیشہ نذرانہ لیتے تھے اور اسی طرح اور بزرگان دین گذرے ہیں۔ سب نذرانہ لیتے رہے تھے۔ باایں ہمہ کہنا کہ میں نذرانہ نہیں لیتا جبکہ مولوی صاحب اس کے اہل بھی نہیں بیجا فخر اور لاف زنی نہیں تو اور کیا ہے، نذرانہ تو آپ نہیں لیتے بہت اچھا کرتے ہیں۔ لیکن جس کوٹھی میں آپ لاہور میں رہتے ہیں اور جسکا کرایہ غالباً یکصد روپیہ ماہوار ہے وہ مولوی صاحب اپنی گرہ سے ادا کرتے ہیں؟ یا انجمن اشاعت اسلام کے فنڈ سے۔ اگر یہ کرایہ بارہ سو روپیہ سالانہ انجمن کو ادا کرنا پڑتا ہے تو اسکی نسبت یہی بہتر ہے کہ آپ آئندہ نذرانہ لینا شروع کریں تاکہ قوم کا بارہ سو روپیہ سالانہ ضایع نہ ہو لیکن اگر مولوی صاحب کو یہ خطرہ ہو کہ لوگ ان کو نذرانہ کے رنگ میں کچھ نہ دینگے تو یہی التجا ہے کہ وہ قوم کے روپیہ کو اس طرح ضایع نہ کریں بلکہ بجائے کوٹھی میں رہنے کے احمدیہ بلڈنگس کے اندر کسی مکان میں جا رہیں۔ جہاں دس پندرہ روپیہ ماہوار پر اچھا رہائشی مکان ملجاتا ہے۔ احمدیہ بلڈنگس کے اندر حال ہی میں (شاید ولایت سے روپیہ کما کر) خواجہ کمال الدین صاحب نے دو مکان پختہ خریدے ہیں۔ ان میں سے منشی عبد اللطیف والا مکان جو خواجہ صاحب نے خریدا ہے بہت عمدہ ہوادار اور پختہ ہے۔"

اگر یہ عذر پیش کیا جائے کہ وہ کوٹھی جس میں مولوی محمد علی صاحب رہتے ہیں دراصل اشاعت اسلام کالج کی عمارت ہے تو یہ لوگوں کو خواہ مخواہ بے وقوف بنانا ہے اسلامی طریقہ خاصکر اشاعت اسلام کے طلباء کے لئے تو یہی موزون ہے کہ ان کو مسجد ہی میں تعلیم دیجائے۔ خاصکر جبکہ احمدیہ بلڈنگس میں ایک مسجد بھی ہے۔ اول تو جبتک آٹھ دس طالب علم وظیفہ لیکر پڑھتے ہوں اسکا نام کالج رکھنا قوموں کو ہنسی کا موقعہ دینا ہے۔ جبکہ مولوی صاحب نے خود ہی نذرانہ کا سوال اٹھایا ہے اسلئے امید ہے کہ وہ اس امر سے بھی مطلع فرمائینگے کہ آیا وہ انجمن سے کوئی تنخواہ یا وظیفہ لیتے ہیں۔ یا نہیں باہر جانے پر سفر خرچ ملتا ہے یا نہیں؟ کوٹھی کا کرایہ وہ اپنی پاکٹ سے دیتے ہیں یا انجمن ادا کرتی ہے ان سوالات کی اس واسطے ضرورت ہوئی کہ سنا جاتا ہے کہ جب تک آپ قادیان میں بحیثیت ایڈیٹر ریویو رہے سوا دو سو روپیہ ماہوار تنخواہ لیتے رہے اور سکنڈ کلاس کا کرایہ بصورت سفر اور رہائش کیلئے کوٹھی مفت۔ امید ہے ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار بھی اس امر پر روشنی ڈالیں گے کہ ہندوستان میں اور کون کون سے خالص مذہبی ماہواری رسالہ ہیں جنکے ایڈیٹر کو دو صد سے زیادہ تنخواہ ماہوار قومی فنڈ سے ملتی ہے۔ جس رسالہ کو مولوی صاحب ایڈٹ کرتے رہے ہیں اس کا حجم پچاس صفحہ سے زیادہ نہیں اور وہ ہر ماہ میں ایکبار شایع ہوتا ہے۔

الراقم حفیظ

# خواجہ صاحب کی خودکشی یا اخلاقی موت

## (نمبر سوم)

کھل گیا عشق بتاں طرز سخن سے مومن
اب چھپاتے ہو عبث بات بناتے کیوں ہو؟

گذشتہ دو نمبروں میں واقعات کی روشنی میں یہ ظاہر کر چکا ہوں کہ خواجہ صاحب نے اپنے اسباب اختلاف میں خانہ ساز واقعات سے کام لیا ہے آج میں ایک اور طلسم کو توڑ کر دکھا دینا چاہتا ہوں۔ اور مجھے افسوس ہے کہ اس ناگوار فرض کے ادا کرنے کے لئے خواجہ صاحب نے مجھے مجبور کیا۔ کیونکہ اگر وہ اسباب اختلاف پر پبلک لیکچر دیکر اسکی زہر آلود اشاعت سے کام نہ لیتے تو شاید میں خاموش رہتا۔ لیکن جبکہ انہوں نے پبلک میں اپنی ذمہ داری دکھانے کے واسطے ایک طومار پیش کیا ہے۔ تو ہر شخص کا حق ہے کہ اسکا تار تار الگ کر کے دیکھے پس اس سلسلہ میں

## خواجہ صاحب کی اتباع امام اور خوش فہمی

کی تنقید کرنا ضروری ہے۔ تاکہ اس پہلو سے بھی قوم کو اندازہ ہو سکے کہ ایسے شخص کی روایت کہاں تک قابل لحاظ ہو سکتی ہے۔ خواجہ صاحب نے بار بار اپنے اسباب اختلاف میں اس امر پر زور دیا ہے کہ بعض امور اصولاً اور اعتقاداً ہماری جماعت میں اختلاف کا موجب ہو رہے ہیں۔ اور وہ ان کے نزدیک چھ امر ہیں۔

معزز ناظرین کو تعجب اور افسوس ہوگا کہ یہی شخص جب ہندوستان میں غیر احمدیوں کے سامنے لیکچر دیتا ہے تو انہیں بتاتا ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان کوئی اصولی فرق نہیں اور اس وقت وہ اٰمنت باللہ و ملٰئکتہ الخ پڑھ دیا کرتا۔ لیکن آج وہ اپنے احمدی بھائیوں سے اختلاف کرتے وقت ایک نیا ستہ ضروریہ پیدا کرتے ہیں۔

ان امور ستہ میں سے ایک **طریق تبلیغ و اشاعت اسلام کیا ہے؟** بھی ہے۔ میرے ناقص علم میں تو کوئی اصل اسلامی میں داخل نہیں ہے لیکن ممکن ہے خواجہ صاحب یا ان کے امیر کے نزدیک ہو **طریق تبلیغ و اشاعت اسلام کیا ہے؟** اس کے متعلق زید بکر کی رائے کی ضرورت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ طریق تبلیغ و اشاعت وہی ہو سکتا ہے جو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سمجھا ہو اور جس پر ان کا عمل درآمد ہو۔ احمدی جماعت کے درمیان اگر اس امر پر اختلاف ہو تو جو امر بطور قول فیصل اور فیصلہ ناطق کے اس خصوص میں ہمارے لئے ہو سکتا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طرز عمل ہے۔ اگر آپ کی سنت اور طریق عمل میں سے ہمیں کوئی ہدایت نہ ملے۔ تب ہمارے اپنے اجتہاد و احد راستے زیاں بھی کام آسکتی ہیں۔ اس وقت ممکن ہے کہ خواجہ صاحب یا کسی اور کی رائے کو ہم وجہ ہم ترجیح دے سکیں لیکن جبکہ کھلا کھلا ہمیں ایک ہدایت ملی ہو تو پھر ہم میں سے جو اسکے خلاف کرتا ہے

## وہ صریحاً حضرت امام کے خلاف کرتا ہے

اور ایسا شخص اس قابل ہے کہ ہم اس سے عملی نفرت کا اظہار کریں پس یہ تو فیصلہ کا آسان طریق تھا۔ مگر افسوس ہے خواجہ صاحب یا ان کے رفقاء نے اس معاملہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طریق عمل اور ارشاد صحیح کی کبھی تعمیل نہیں کی اور اپنی اس خلاف ورزی کو قوم کے سامنے بطور حجت پیش کرتے ہوئے ذرا بھی شرمندہ نہیں ہوئے۔

میں اصولی بحث کو پسند کرتا ہوں اور ہر شخص کو چاہیئے۔ میں اس معاملہ میں اگر کوئی نزاع ہے تو یہ اعتقاداً اصولاً نہیں بلکہ طریق عمل میں اختلاف ہو سکتا ہے اشاعت سلسلہ یا اسلام کے مختلف طریقے ہو سکتے ہیں یا میں ایک شخص اپنے لئے ایک طریق عمل قرار دیتا ہے۔ دوسرا کچھ اور ٹھہراتا ہے۔ اس صورت میں اگر ہم مقصد واحد کے لئے سعی اور جہاد کر رہے ہیں۔ تو نتیجہ ہم کو واقف کر سکتا ہے کہ کس طریق کو اختیار کرنے سے ہم اپنے مقصد کو حاصل کر سکتے ہیں یہ بھی اس صورت میں کہ طریق عمل کے متعلق ہمیں کوئی ہدایت ہمیں نہ دیگئی ہو۔ میں خواجہ صاحب نے طریق تبلیغ و اشاعت اسلام کو اصولی اور اعتقادی اختلاف قرار دینے میں مغالطہ دیا۔ یا فریب کھایا۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طرز

## عمل تبلیغ و اشاعت اسلام کے متعلق کیا تھا؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق یہ تو خواجہ اور اس کے رفقاء نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت کی زندگی اور بعثت کی غرض اور مقصد واحد اشاعت اسلام تھا۔ تو یہ صاف اور واضح بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص کام کے لئے مبعوث ہوتا ہے جو نبیوں کا موعود اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا موعود ہے عظیم الشان انسان اور امت کو ہلاکت سے بچانے کیلئے آخری پناہ سمجھا گیا ہے وہ اگر اپنے مقصد کی کامیابی کے طریق عمل کو نہیں جانتا تو اسکی بعثت اور ماموریت نعوذ باللہ لغو ہو جاتی ہے اگر خواجہ صاحب اور انکے رفقاء کا یہ مذہب ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام باوجود اشاعت اسلام کیلئے مبعوث ہونیکے طریق عمل سے ناواقف تھے اور آخری دم تک ناواقف رہے (نعوذ باللہ) تو پھر تو معاملہ صاف ہے اور اگر وہ جانتے تھے اور بہ نفس الواقعہ جانتے تھے

## تو خواجہ صاحب کے طرز عمل کو اس معیار پر دیکھ لینا چاہیئے

اگر خواجہ صاحب کا طریق عمل وہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر ہم کو کیا ضرورت ہے کہ ایک خود ساختہ طریق کو خدا کے مرسل و مامور کے طریق پر ترجیح دیں ہم تو اُسے

## نجس اور مردار کہہ کر تھوک دیں گے

میں سمجھتا ہوں احمدی قوم کے سمجھنے کیلئے میں نے ایک ایسا اصل رکھدیا ہے کہ ہر شخص بڑی آسانی کے ساتھ اس معاملہ کو سمجھ سکتا ہے اب میں پوچھتا ہوں تمام تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی کتاب کا۔ کسی تقریر کا جو آپ نے اشاعت اسلام کیلئے لکھی ہو۔ یا کی ہو اور اس میں آپ نے اپنے آپ کو پیش نہ کیا ہو۔ براہین احمدیہ سے لیکر اس آخری مضمون تک جو پیغام صلح کے نام سے شایع ہوا۔ کوئی ایسا ورق ہی دکھاؤ جو آپ نے اپنے وجود اور دعوی کے بغیر غیر قوموں کے سامنے پیش کیا ہو۔ اور جاؤ کم از کم کسی قوم کے ممتاز فرد کی شہادت ہی دلا دو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اشاعت میں اپنے آپ کو پیش نہ کرتے تھے۔ اور نہیں تو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ہی کی جو خواجہ صاحب کی اشاعت اسلام کا مداح ہے شہادت دلادو۔ کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ وہ اپنے وجود اور اسلام کو لازم ملزوم سمجھا کرتے تھے۔

احمدی قوم خواجہ صاحب کی نرم نرم باتوں کو الگ کر کے طریق تبلیغ میں ان سے یہ مطالبہ کرے کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے فرض کے طرز عمل کو جانتے تھے یا نہیں اور اگر جانتے تھے تو وہ طرز عمل کیا تھا؟ ان دونوں سوالوں کا جواب یقیناً خواجہ صاحب کی اس خصوص میں اخلاقی موت کا ذریعہ ہوگا کیونکہ حضرت صاحب کی تصانیف اور آپ کی تقریریں ہمارے پاس موجود ہیں اور دوست دشمن اس امر کو جانتے ہیں پس ہمارے پاس اگر کوئی بھی دلیل نہ ہوتی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعامل ہی ہمارے لئے کافی تھا۔ مگر اس خصوص میں اور بھی زبردست دلائل ہیں جن کو میں پیش کرتا ہوں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تبلیغ و اشاعت سلسلہ کے متعلق اور ممالک غیر میں تبلیغ کے لئے ارشادات فرمائے ہیں ازالہ اوہام میں آپ نے اس موضوع پر خاص باب لکھا ہے اور اس کا کچھ حصہ یہ ہے:۔

میرے پیارے دوستو۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے خدا تعالےٰ نے سچا جوش آپ لوگوں کی ہمدردی کے لئے بخشا ہے کہ ایک سچی معرفت

آپ صاحبان کی زیادت ایمان و عرفان کیلئے مجھے عطا کیگئی ہے اسی معرفت کی آپ کو اور آپ کی ذریت کو نہایت ضرورت ہے سو میں اسلئے مستعد کھڑا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اموال طیبہ سے اپنے دینی مہمات کیلئے مدد دیں اور ہر ایک شخص جہاں تک خدا تعالٰے نے اسی کو وسعت و طاقت مقدرت دی ہے اس راہ میں دریغ نہ کرے۔ اور اللہ اور رسول سے اپنے اموال کو مقدم نہ سمجھے اور پھر میں جہانتک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعہ سے ان علوم اور برکات کو ایشیاء اور یوروپ کے ملکوں میں پھیلاؤں۔ جو خدا تعالٰے کی پاک روح نے مجھے دی ہیں مجھسے پوچھا گیا تھا کہ امریکہ اور یوروپ میں تعلیم اسلام پھیلانے کے لئے کیا کرنا چاہیئے۔ کیا مناسب ہے کہ بعض انگریزی خواں مسلمانوں میں سے یوروپ اور امریکہ میں جائیں اور وعظ اور منادی کے ذریعہ سے مقاصد ان لوگوں پر ظاہر کریں۔ لیکن میں عموماً اس کا جواب ہاں کے ساتھ کبھی نہیں دونگا میں ہرگز مناسب نہیں جانتا کہ ایسے لوگ۔ جو اسلامی تعلیم سے پوری طور پر واقف نہیں اور اسکے اعلے درجہ کی خوبیوں سے بکلی بیخبر اور نیز زمانہ حال کی نکتہ چینیوں کے جوابات پر کامل طور پر حاوی نہیں ہیں اور نہ روح القدس سے تعلیم پانے والے ہیں وہ ہماری طرف سے وکیل ہوکر جائیں۔ میرے خیال میں ایسی کارروائی کا ضرر اسکے نفع سے اقرب اور اسرع الوقوع ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ یوروپ اور امریکہ نے اسلام پر اعتراض کرنے کا ایک بڑا ذخیرہ پادریوں سے حاصل کیا ہے اور ان کا فلسفہ اور طبعی بھی ایک الگ ذخیرہ نکتہ چینی کا رکھتا ہے میں نے دریافت کیا ہے کہ تین ہزار کے قریب حال کے زمانہ نے وہ مخالفانہ باتیں پیدا کی ہیں جو اسلام کی نسبت بصورت اعتراض سمجھی گئی ہیں۔ حالانکہ اگر مسلمانوں کی لاپرواہی کوئی بد نتیجہ پیدا نہ کرے تو ان اعتراضات کا پیدا ہونا اسلام کے لئے کچھ خوف کا مقام نہیں بلکہ ضرور تھا کہ وہ پیدا ہوتے تا اسلام اپنے ہر ایک پہلو سے چمکتا ہوا نظر آتا۔ لیکن ان اعتراضات کا کافی جواب دینے کے لئے کسی منتخب آدمی کی ضرورت ہے جو ایک دریا معرفت کا اپنے صدر منشرح میں موجود رکھتا ہو جسکے معلومات کو خدا تعالٰے کے الہامی فیض نے بہت وسیع اور عمیق کر دیا ہو اور ظاہر ہے کہ ایسا کام ان لوگوں سے کب ہو سکتا ہے جنکی سماعی طور پر بھی نظر محیط نہیں اور ایسے سفیر اگر یوروپ اور امریکہ میں جائیں تو کس کام کو انجام دینگے اور مشکلات پیش کردہ کا کیا حل کرینگے۔ اور ممکن ہے کہ ان کے جاہلانہ جوابات کا اثر معکوس ہو۔ جس سے وہ تھوڑا سا ولولہ اور شوق بھی جو حال میں امریکہ اور یوروپ کے بعض منصف دلوں میں پیدا ہوا ہے جاتا رہے اور ایک بیہاری شکست اور ناحق کی سبکی اسلام کی ناکامی کے ساتھ واپس ہوں۔ سو میری صلاح یہ ہے کہ بجائے ان واعظوں کے عمدہ عمدہ تالیفیں ان ملکوں میں بھیجی جائیں۔ اگر قوم بدل و جان میری مدد میں مصروف ہو تو میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کرکے اور انگریزی میں ترجمہ کراکر ان کے پاس بھیجی جاوے۔ میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ یہ میرا کام ہے۔ دوسرے سے ایسا ہرگز نہیں ہوگا جیسے مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ ہی میں داخل ہے۔ ہاں اس قدر میں پسند کرتا ہوں کہ ان کتابوں کے تقسیم کرنے کے لئے یا ان لوگوں کے خیالات اور اعتراضات کو ہم تک پہنچانے کی غرض سے چند آدمی ان ملکوں میں بھیجے جائیں جو امامت اور مولویت کا دعویٰ نہ کریں بلکہ ظاہر کریں کہ ہم صرف اسلئے بھیجے گئے ہیں کہ تا کتابوں کو تقسیم کریں اور اپنے معلومات کی حد تک سمجھا دیں۔ اور مشکلات اور مباحث اور دقیقہ کا حل ان اماموں سے چاہیں جو اس کام کے لئے جد میں موجود ہیں۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ اسلام میں اس قدر صداقت کی روشنی چمک رہی ہے اور اس قدر اسکی سچائی پر نورانی دلایل موجود ہیں کہ اگر وہ اہل تحقیق کے زیر توجہ لائے جاویں تو یقیناً وہ ہر ایک سلیم العقل کے دل میں گھر کر جائیں لیکن افسوس کہ ابھی وہ دلایل اندرونی طور پر بھی اپنی قوم میں شایع نہیں۔ چہ جائیکہ مخالفوں کے مختلف فرقوں میں شایع ہوں سو انہیں براہین اور دلایل اور حقایق اور معارف کے شایع کرنے کیلئے قوم کی مالی امداد کی حاجت ہے کیا قوم میں کوئی ہے جو اس بات کو سنے۔"

اب غور کرو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی ایسے لوگوں کا بھیجنا پسند نہیں فرمایا جو وہاں جاکر اپنی امامت اور مولویت کا دعویٰ کریں بلکہ خود ان حقایق اور معارف کی اشاعت کی ضرورت بتائی جو خدا سے آپ کو ملے ہیں خواجہ صاحب تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام لینا بھی زہر ہلاہل بتاتے ہیں کیا اس

**محسن کشی کی بھی کوئی حد ہے؟**

ہاں نمک خوردن و نمکدان شکستن اسی کو کہتے ہیں۔

پھر اخبار وطن کے ایڈیٹر نے جو تحریک پیش کی تھی اور خواجہ صاحب نے جس کو سی آر حضرت اقدس کے سامنے رکھا اسکا حشر خواجہ اور اس کے رفقاء کو بخوبی یاد ہے اور اگر انہیں بھول گیا ہے تو مولوی محمد انشاء اللہ خان صاحب زندہ موجود ہیں ان سے پوچھ لیں اور اگر اتنی تکلیف بھی گوارا نہیں تو وہ مولوی محمد علی صاحب سے دریافت کریں کہ اس وقت قوم کے اندر کسقدر جوش پیدا ہو گیا تھا اور مولوی محمد علی صاحب کو آخر صاف کہنا پڑا۔ اور رسالہ کی موت کی کوشش جو خواجہ صاحب نے کی تھی ناکام رہی اس وقت تو مولوی محمد علی صاحب ہی سلسلہ عالیہ کی تعلیمات اور عقاید کو پیش کرنے کے سوا دوسری چیز کا نام اشاعت اسلام نہ سمجھتے تھے چنانچہ انہوں نے لکھا میں تو اس بات سے حیران ہوں کہ ان باتوں کو الگ کرکے جنکا ذکر اوپر کیا گیا ہے کیا اسلام غیر قوموں کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے ایک ہی امتیازی نشان مذہب اسلام کا ہے اگر ابھی خدا تعالٰی کی برکات کا دروازہ اب تک کھلا ہے ورنہ خالی حصے کسی مذہب کی سچائی ثابت نہیں کر سکتے اس اصول کو چھوڑ کر نہ توحید ہی ثابت ہوتی ہے نہ رسالت۔ اسلام کی توحید کو پھر کیا فضیلت رہی۔ یہودی بھی خدا کو وحدہٗ لاشریک مانتے ہیں اور برہمو وغیرہ بھی۔ اور رسالت کا ثبوت اسلئے نہیں رہتا کہ رسالت کی غرض تو یہ ہے کہ رسالت چراغ سے دوسرے لوگ اپنے چراغوں کو روشن کریں اور وہ نور جو نبی تک پہونچا ہے اسکا کوئی حصہ بھی امت تک نہیں پہونچا۔ تو آپ کی تعلیم سے کیا فائدہ؟ اور اسکی رسالت کس طرح ثابت ہوگی؟ یہی ایک امتیازی نشان اسلام کا ہے۔ اس کو چھوڑ کر اسلام کو پیش کرنا عبث ہے"

یہ وہ وقت تھا جبکہ حضرت مسیح موعود زندہ تھے اور مولوی محمد علی آپ کے ذکر کے بغیر اسلام کو پیش کرنا عبث سمجھتے تھے۔ اور اسکے بغیر نہ توحید ثابت ہو سکتی تھی نہ رسالت۔ مگر آج خواجہ صاحب اس کو منکرین کیلئے اصولی اختلاف بتاتے ہیں

میں احمدی جماعت کے اس جوش اور حمیت کو بھول نہیں گیا جو اس وقت اس نے ظاہر کی تھی۔ مولوی محمد علی صاحب کا بھی اس وقت مخالفانہ خطوط سے ناک میں دم آگیا تھا اور جماعت نے انپر سخت دباؤ ڈالا تھا۔ جسکا آخری نتیجہ وطن سے علیحدگی تھی۔ اس وقت کے خطوط اخبارات میں شایع شدہ موجود ہیں اور خواجہ صاحب احسان کے رفقاء کو آج بھی شرمندہ کرنے کے لئے کافی سے زیادہ مواد اپنے اندر رکھتے ہیں۔

غرض طریق تبلیغ کا مسئلہ تو صاف ہے اور خواجہ صاحب نے جو طریق اختیار کیا ہے وہ ہی [illegible] ہے جو وہ وطن کی تحریک کے رنگ میں دیکھ چکے ہیں۔ اور اب انہوں نے اسے اپنے اسلام [illegible] کی شکل میں بدلنا چاہا ہے۔

میں واقعات کی بنا پر یہ بات کہونگا کہ خواجہ صاحب سونے چاندی کے پجاری ہیں جب کسی رنگ میں انہیں یہ امید نظر آئی۔ تو فوراً اس پر آمادہ ہو گئے اسلام [illegible]

پہلے سیاسی رنگ دینے پر آمادگی ظاہر کی کیونکہ ایک سیاسی آدمی نے ان کو مدد دینے کا وعدہ کیا تھا جسکا ذکر ضرور تاً خواجہ صاحب کے بت کو سیاسی زندگی کے پہلو سے بے نقاب کرتے وقت کرونگا اس لئے اس وقت انہیں یہی مصیبت پیش آرہی ہے ورنہ تبلیغ اسلام کا طرز عمل ذرہ کیلئے مشتبہ اور مشکوک نہ تھا۔ اگرچہ اسقدر بیان کے بعد تبلیغ اسلام کے طریق پر اور بحث کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر میں یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد بھی درج کر دینا چاہتا ہوں جو آپ نے مولوی محمد علی صاحب کو مخاطب کرکے فرمایا اور وہ اخبار بدر جلد ۷ نمبر ۸ مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۰۸ء صفحہ ۶ میں چھپ چکا ہے۔ وہ یہ ہے۔

"مولوی محمد علی صاحب کو بلا کر حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہم چاہتے کہ یورپ و امریکہ کے لوگوں پر تبلیغ کا حق ادا کرنے کے واسطے ایک کتاب انگریزی میں لکھی جاوے اور یہ آپ کا کام ہے۔ آجکل ان ملکوں میں جو اسلام نہیں **پھیلتا اور اگر مسلمان ہوتا بھی ہے تو وہ بہت کمزوری کی حالت میں رہتا ہے۔** اس کا سبب یہی ہے کہ وہ لوگ اسلام کی اصلی حقیقت سے واقف نہیں ہیں اور نہ ان کے سامنے اصل حقیقت کو پیش کیا گیا ہے۔ ان **لوگوں کا حق ہے کہ حقیقی اسلام ان کو دکھایا جاوے جو خدا تعالیٰ نے ہم پر ظاہر کیا ہے وہ امتیازی باتیں جو کہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ میں رکھی ہیں وہ ان پر ظاہر کرنی چاہئیں اور خدا تعالیٰ کے مکالمات اور مخاطبات کا سلسلہ ان کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔ اور ان سب باتوں کو جمع کیا جاوے جو اسلام کی صداقت کے واسطے خدا تعالیٰ نے ہم کو سمجھائے ہیں۔** اس لئے ایک جامع کتاب طیار ہو جاوے تو امید ہے کہ اس سے ان لوگوں کو بہت فائدہ حاصل ہو"۔

اسکے بعد بھی اس طریق تبلیغ کو سلسلہ کے اختلافات کے اسباب میں بیان کرنا اس شخص کا کام ہو سکتا ہے

## جو سلسلہ کا چھپا دشمن ہو؟

اب صرف ایک امر رہ جاتا ہے جس پر مجھے بحث کرنی چاہیئے کہ جب سلسلہ کی اشاعت اور تبلیغ کا طریق یہی ہے تو خواجہ صاحب بار بار یہ کیوں کہتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے مجھے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تعلیم و اشاعت کا حکم دیا تھا۔

اس کا جواب خواجہ صاحب اور ان کے دوستوں کیلئے خوش کن نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس سے خواجہ کی خوش فہمی اور خوش اعتقادی کا پتہ لگے گا بہر حال سنو!:-

## خواجہ صاحب لا الٰہ الا اللہ کے معنے نہیں سمجھے

خواجہ بار بار کہتے ہیں کہ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ کے سوا کچھ تلقین نہ کرنا۔ کاش خواجہ صاحب اس امر کا اظہار نہ کرتے تو ان کی پردہ پوشی رہتی۔ کیونکہ اس سے یہ ثابت ہوگا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے مذہب اور منشاء کو ہرگز سمجھ نہیں سکتے تھے۔ اب میں پبلک اور احمدی پبلک کے سامنے لا الٰہ الا اللہ کے وہ معنے پیش کرتا ہوں جو حضرت خلیفۃ المسیح نے آپ سالانہ جلسہ کی تقریب پر ۲۵ مارچ کو فرمائے دیکھو بدر ۱۳ مارچ ۱۹۱۱ء

"جب اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے جو لا الٰہ الا اللہ کا منشاء ہے تو اسماء الٰہی کا مطالعہ کرینگے۔ ملائکہ۔ کتب۔ انبیاء۔ تقدیر۔ حشر نشر۔ پلصراط۔ جنت و نار پر ایمان لانا لازم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ خدا کی صفات ہیں"۔

پس جو کوئی لا الٰہ الا اللہ پر ایمان لاتا ہے اس کیلئے لابدی ہے کہ خدا کے اسماء و صفات پر ایمان لائے تب اس کو انبیاء حشر نشر ملائکہ کتب پر ایمان لانا ضروری ہو جاتا ہے"۔ پھر ایمان بالرسل جو لا الٰہ الا اللہ میں آپ نے داخل فرمایا ہے اس کو اپنے غیر احمدیوں کے درمیان اصولی فرق کا ذریعہ۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے سوال پر بتایا۔ چنانچہ ۲ فروری ۱۹۱۱ء کو قبل دوپہر ڈاکٹر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح سے یہ سوال کیا کہ کیا احمدیوں اور غیر احمدیوں میں کوئی فروعی اختلاف ہے اسکے جواب میں حضرت نے فرمایا۔ یہ بات تو بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان کوئی فروعی اختلاف ہے کیونکہ جسطرح وہ نماز پڑھتے ہیں ہم بھی اسی طرح پڑھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ حج اور روزوں کے متعلق ہمارے اور ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ میری سمجھ میں ہمارے اور ان کے درمیان اصولی فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ ایمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو۔ اور اس کے ملائکہ۔ کتب سماویہ اور رسل پر خیر و شر کے اندازوں اور بعث بعد الموت پر۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ ہمارے مخالف بھی مانتے ہیں اور اس کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن یہاں سے ہی ہمارا اور انکا اختلاف شروع ہوتا ہے ایمان بالرسل اگر نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہو سکتا اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں عام ہے خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے ہندوستان میں ہوں یا کسی اور ملک میں **کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔** ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں اب بتاؤ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے **لا نفرق بین احد من رسلہ** لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے۔ رہی یہ بات کہ قرآن مجید میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہمارا یہ مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہ کرے تو بالاتفاق کافر ہے یہ جدا امر ہے کہ ہم اس کے کیا معنے کرتے ہیں اور ہمارے مخالف کیا۔ اس خاتم النبیین کی بحث کو لا نفرق بین احد من رسلہ سے تعلق نہیں وہ ایک الگ امر ہے۔ اس لئے میں تو **اپنے اور غیر احمدیوں کے درمیان اصولی فرق سمجھتا ہوں**"۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا یہ جواب ان تمام مسائل کا جنکو خواجہ صاحب اصولی فرق بتا رہے ہیں۔ یعنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت و رسالت۔ غیر احمدیوں کا مسئلہ کفر سب اس میں آجاتے ہیں۔ لیکن جس غرض کیلئے میں نے یہاں اس کو درج کیا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح لا الٰہ الا اللہ کی تعلیم ہی میں حضرت مسیح موعود کا منوانا داخل سمجھتے تھے۔ اور یہ سب لوگ جانتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح قول دو ٹوک کلام کرنے کے عادی تھے پس خواجہ کا یہ بار بار کہنا کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے مجھے لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کی ہدایت کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو اپنی تبلیغ کا موید نہیں بنا سکتا۔ بلکہ

**یہ تو اسکی اپنی کوڑ مغزی کی دلیل ہے۔**

کہ وہ حضرت کے معمولی کلام کو بھی نہیں سمجھ سکتا۔ اور باوجود اسکے ادعائے محبت و صحبت کے آپ کے کلام کا فہم بھی حاصل نہ ہوا۔ اس سے بڑھ کر محرومی کی کیا دلیل ہوگی۔ اگر اسپر بھی منکرین خلافت کو سمجھ نہ آئی تو اسی خصوص میں ابھی نہیں اور بہت کچھ بتاؤنگا مگر جو کچھ اس پہلو میں بیان ہوگا وہ خواجہ کی خودکشی کا مزید ثبوت ہوگا (باقی آئندہ)

## اطلاع

خواجہ کمال الدین کے رسالہ کے جواب میں متعدد تحریریں بغرض اشاعت میرے پاس آئی ہیں جنکو وقتاً فوقتاً شائع کر دیا جائیگا احباب مطمئن رہیں (ایڈیٹر)

# اللہ تعالیٰ کی مدد صرف صادقوں کیلئے ہے

میں نے جلسہ کے ایام میں ایک شخص سے سنا تھا کہ چند غیر مبائعین جو لاہور کے جلسے سے فارغ ہو کر قادیان آئے ہیں سناتے تھے گویا میں نے (مرزا محمود احمد نے) گورنمنٹ کو لکھا کہ اگر مجھے خلیفۃ المسیح تسلیم کر لیا جائے تو میں گورنمنٹ کی ہر طرح مدد کر سکتا ہوں اس پر گورنمنٹ نے جواب دیا کہ گورنمنٹ مذہبی باتوں میں دخل دینا پسند نہیں کرتی اور یہ جواب خواجہ کمال الدین صاحب نے خود دیکھا ہے جب اس بات کو سنا تو چنداں قابل توجہ نہ سمجھا۔ کیونکہ میں نے خیال کیا کہ یہ بات خواجہ کیطرف کسی نے یونہی منسوب کردی ہوگی ورنہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک ایسا شخص جو اشاعت اسلام کرنیکا مدعی ہے اور اسلام کا فدائی اپنے آپکو ظاہر کرتا ہے وہ میری مخالفت میں ایسا بڑھ جائیگا کہ تمام دعویٰ ایمان ترک کر کے جھوٹ اور دروغ کو استعمال کرنے سے بھی نہیں چوکیگا۔ اور اسی خیال پر میں نے اس بات کو اپنے ذہن سے نکال دیا۔ لیکن چند روز کا عرصہ ہوا کہ پٹیالہ سے مولوی فضل الدین صاحب مختار عدالت کا بھیجا اس مضمون کا خط میرے نام آیا کہ ایسی ایسی بات بہت کثرت سے پھیلائی جارہی ہے اس کا کچھ جواب ہونا چاہیئے مگر چونکہ اس خط میں مولوی صاحب موصوف نے یہ نہیں لکھا تھا کہ کون پھیلانیوالا ہے اسلئے میں پھر خاموش رہا۔ مگر آج نماز عصر کے بعد شیخ محمد حسین صاحب گرداور دہرم کوٹ نے بھی مجھ سے بیان کیا کہ انسے انکے ماموں شیخ نور احمد صاحب بی۔ اے پلیڈر چیف کورٹ نے یہ واقعہ بیان کیا۔ جس پر میں نے انسے کہا کہ آپسے جو کچھ انہوں نے بیان کیا ہے اسے لکھدیں چنانچہ انہوں نے مندرجہ ذیل تحریر لکھدی:۔

میں اور میر عابد علی شاہ صاحب اور حسین بخش جٹ سکنہ شہزادہ مسجد کشمیر موسومہ صمد و والی میں بمقام دہرم کوٹ رندہاوہ مذہبی گفتگو کر رہے تھے کہ شیخ نور احمد صاحب پلیڈر اسیسٹا باد نے کہا کہ حضرت میاں صاحب نے کوئی درخواست گورنمنٹ میں بھیجی تھی؟ کہ ان کو خلیفۃ المسلمین بنایا جاوے لیکن گورنمنٹ نے جواب دیا ہے کہ ہم مذہبی معاملات میں دخل نہیں دیسکتی اور جواب کی نقل لاہوری پارٹی نے لی ہے یکم کی ۲ خاکسار محمد حسین گرداور؁

اس کیساتھ ہی شیخ عبد العزیز صاحب مدرس ہائی سکول نے بیان کیا کہ ان سے شیخ فقیر اللہ نے جو لاہور شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر کے ملازم ہیں یہ واقعہ یوں بیان کیا۔ چنانچہ ان سے بھی میں نے ایک تحریر لی جو ذیل میں درج ہے:۔

مجھے بھی کل ۲۴ جنوری ۱۹۱۵ء کو فقیر اللہ ملازم شیخ رحمت اللہ صاحب نے سنایا ہے کہ ایک درخواست حضرت میاں صاحب نے گورنمنٹ کے پیش کی ہے کہ مجھے خلیفۃ المسلمین بنایا جاوے مجھے ان کی درخواست کے اصل مضمون کا تو پتہ نہیں ہاں گورنمنٹ کیطرف سے جو جواب ملا ہے اس سے میاں کی خلیفۃ المسلمین والی خواہش کا پتہ ملتا ہے۔ خاکسار عبد العزیز از قادیان“ ان دونوں شہادتوں سے خوب وضاحت سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اس خبر کی اصل کچھ ضرور ہے اور چند ایسے لوگ جنکی تعیین کی ہمیں ضرورت نہیں اس جھوٹ کو پھیلا کر مبائعین کو بدظن کرنا چاہتے ہیں مگر یہ نادان خیال نہیں کرتے کہ جھوٹ سے کبھی فتح نہیں ہوتی ہے اس جھوٹی خبر کے مشہور کرنیوالوں کو خواہ کوئی بھی ہوں کہتا ہوں کہ لعنت اللّٰہ علی الکاذبین اللہ تعالیٰ کی جھوٹوں پر لعنت ہو۔ اے نادانو! کیا تم نے خدا تعالیٰ کو ایسا سمجھا ہے کہ وہ [illegible] مفتری کو سزا دیئے بغیر چھوڑ دیگا اور تم بھی اپنے جھوٹ میں کامیاب ہو جاؤنگے اگر تم نے ایسا خیال کیا ہے تو تمنے سخت دھوکا کھایا ہے اور اس کام کی جرأت کی ہے جسکی جرأت اگر نہ کرتے تو اچھا ہوتا۔ سو میں اس جھوٹ کی علی الاعلان تردید کرتا ہوں مجھے کسی گورنمنٹ کے خطاب کی ضرورت نہیں میرے لیئے وہ خطاب بس ہے جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے دنیا کی بادشاہت سے بدرجہا بڑھکر میں اس انعام کو سمجھتا ہوں جو اس نے مجھے عطا فرمایا ہے اور ان تمام خطابات سے جو کوئی دنیاوی گورنمنٹ مجھے دیسکتی ہے مسیح موعود کی غلامی کو اعلیٰ یقین کرتا ہوں پس تم اپنے نفس پر میرا قیاس کرو میرے لیئے وہ عزت بس ہے جو میرے مولیٰ نے مجھے عنایت فرمائی ہے اور میں تو دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بادشاہ کو بھی دعوت کا خطاب عطا فرمائے یعنی احمدی ہونیکا جو اس نے ہمیں عنایت فرمایا ہے تا جسطرح وہ روئے زمین کے طاقتور بادشاہوں میں سے ہیں آسمان پر بھی خدا تعالیٰ کے پیارے بندوں میں شامل ہوں اور جسطرح زمین کی بادشاہت ان کو عطا کیگئی ہے آسمان کی بادشاہت بھی انکو عطا ہو۔ آمین“ پس تم مجھپر الزام لگا کر اپنے نفس کی برائی ظاہر مت کرو اور اگر تمہارا الزام درست ہو تو گورنمنٹ کا وہ جواب جسکی تمنے نقل کی ہے شایع کرو تا جھوٹ اور سچ کھل جائے ورنہ اس دن سے ڈرو جس دن یہ ترغیب اور مکر کام نہ آئیگا اور تم کو قادر خدا کے سامنے پیش ہونا پڑیگا جو بادشاہوں کا بادشاہ اور شہنشاہوں کا شہنشاہ ہے۔ مجھے اور دوسرے الزامات کیطرح اس الزام کے دور کرنیکی بھی ضرورت نہ تھی لیکن چونکہ اس الزام کے ثابت ہونے سے مسیح موعود علیہ السلام کی ہتک ہوتی ہے کیونکہ مسیح موعودؑ جو دین کا بادشاہ تھا اسکے کسی خلیفہ کا یہ کچھ کرنا کہ گورنمنٹ مجھے تسلیم کروائے اسکے یہ معنی ہیں کہ گویا اس کو خدا کی طاقت پر یقین نہیں کہ وہ ایسے کام کو گورنمنٹ سے کروانا چاہتا ہے۔ اسلئے مجھے اس اعلان کے ذریعہ سے اسکی تردید کرنی پڑی۔ اگر میرے مخالفین میں کچھ بھی شرم و حیا ہے تو وہ مرد میدان بنیں اور اپنے بیان کو شایع کریں اور اس کا ثبوت دیں تا کہ دنیا کو معلوم ہو کہ کون حق پر ہے اور کسکی بنیاد جھوٹ پر ہے۔

یہ مضمون لکھ چکا تھا کہ شیخ عبد الرحمن صاحب بی۔ اے مدرس ہائی سکول قادیان نے یہ مضمون سنکر فرمایا کہ میں نے بھی یہ بات جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے منہ سے سنی ہے اور انہوں نے مندرجہ ذیل تحریر لکھدی: اب ڈاکٹر صاحب سے امید ہے کہ اپنے بیانات کی صداقت میں ثبوت پیش کر کے دنیا پر ثابت کرینگے کہ ان کو خلاف بیانی کی عادت نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم:۔ میں اس امر کا حلفیہ گواہ ہوں کہ ایام جلسہ دسمبر میں ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور نے مجھے کہا کہ دیکھو حضرت میاں صاحب نے لفٹننٹ گورنر پنجاب کو اس امر کی چٹھی لکھی ہے کہ آپ کوشش فرماویں کہ مجھے خلیفہ تسلیم کر لیا جاوے اس پر گورنر صاحب موصوف نے صاف انکار کر کے جواب دیا کہ ہم مذہبی امور میں دست اندازی نہیں کر سکتے۔۔۔ کیا ایسی کوششوں سے ایسے کام ہوا کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ مجھے اس امر کا علم نہیں ہے۔ مگر ایسی چٹھی کا کیونکر علم ہوا اس پر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ ہم نے بھی کسی طرح پتہ معلوم کر ہی لیا۔ پھر تم کہو کہ یہ حرکت کیسی ہے۔ میں نے عرض کی کہ قبل از وقت تحقیق میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ راقم عبد الرحمن

اس عرصہ میں مولوی فضل الدین صاحب مختار عدالت کی مفصل شہادت بھی مجھ کو ملگئی ہے اسے بھی ذیل میں درج کر دیا جاتا ہے اور انکے بیان کی تصدیق بھی جو میر صاحب نے کی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم بحضور حضرت خلیفۃ المسیح الموعود و المهدی المعہود علیہما السلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خاکسار کو اس معاملہ میں جو کچھ معلوم ہے راست راست تحریر کر دیتا ہوں اور منطوق ما کتمو الشہادۃ میرا یہ بیان ہے جہانتک کہ مجھکو یاد ہے کہ ایام جلسہ دسمبر ۱۹۱۴ء میں جناب مولوی فاضل میر محمد اسحاق صاحب کی زبانی مجھکو معلوم ہوا کہ مطیع اللہ خان بیان کرتے ہیں کہ صاحبزادہ صاحب کے ایک خط کی نقل میں لاہور میں پڑھکر آیا ہوں جس میں صاحبزادہ صاحب نے لاٹ صاحب پنجاب سے استدعا کی ہے کہ کسی طرح ان کو خلیفۃ المسلمین تسلیم کیا جاوے اور شاید یہ بھی انہوں نے ذکر کیا یا نہیں کہ لاٹ صاحب نے جواب دیا ہے کہ یہ بات ہمارے اختیار میں نہیں میر صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ مطیع اللہ خان کو میں نے کہا تھا کہ یہ بات وہ لکھدیں کہ لاہوریوں کے پاس میں نے ایسی خط وکتابت کی نقل دیکھی ہے لیکن اس نے انکار کیا ہے میرے پاس میر صاحب نے یہ بات اس رنگ میں بیان کی تھی کہ لاہوریوں کی مفتریات کی یہانتک نوبت پہنچ گئی ہے۔ بعد ازاں مجھکو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور پٹیالہ میں ملے انہوں نے ذکر کیا کہ میں خواجہ صاحب کے ملنے کیلئے لاہور گیا تھا مگر وہ پشاور گئے ہوئے تھے اور باتوں باتوں میں مطیع اللہ خان کی روایت کی انکی زبانی بھی تصدیق ہوئی اور غالباً انہوں نے یہ کہا تھا کہ تمہیں کہا کہ میرے پاس یہ بات ایک شخص نے بیان کی اسکے علاوہ خلیفہ نور دین صاحب جمونی والے نے بھی مجھ سے پٹیالہ میں بیان کیا کہ میں (نور دین) نے بھی یہ بات کارخانہ احمدیہ بلڈنگ لاہور میں سنا تھا لیکن میں نے اس بات کو باور نہیں کیا تھا۔ اسکے بعد میں نے جب ۱ جنوری ۱۹۱۵ کا پیغام صلح پڑھا تو اس میں ایک مراسلہ میں یہ لکھا ہوا دیکھا کہ ”عنقریب ایک باب میں خلافت کا بیان ہوگا اور اسی باب میں سلسلہ وہ تحریریں بھی درج ہونگی جو خفیہ طور پر خواہش خلافت اور حصول اقتدار کیلئے لکھی گئی ہوں“ تب میں نے یقین کر لیا کہ احمدیہ بلڈنگ میں

۵ سے جو روایت مشہور ہوئی ہے اسکا منبع وہی لوگ ہیں۔ والسلام خاکسار فضل الدین مختار عدالت پٹیالہ ۲۵ جنوری ۱۹۱۵ء شیخ عبد الخالق نو مسلم کے مکان پر ایام جلسہ میں میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق احمدیہ قاضی محمد یوسف صاحب نے

# گرفتار کرنیوالے کو پچیس ۲۵ روپیہ انعام



## حلیہ ملزم مفرور

رمضان ولد کالو ذات کانجھو مسلمان عمر تخمیناً ۳۰ سال ساکن ٹنڈہ کہوہ تھانہ تھبل تحصیل بھکر ضلع میانوالی۔ قد لمبا۔ جوان سرو قد پٹے سر پر رکھتا ہے۔ پیشانی پر سرمہ کے داغ ہیں رنگ گورا اور ناک تکہا ہے ٹھوڈی پر بھی سرمہ کا داغ ہے۔ داڑھی خشخاشی جو قینچی سے کرانا ہے مبلغ تین سو روپیہ ۳۵۶ اور ایک تھیلا اور ایک دوہی لیکر بھاگ گیا ہے جو شخص پکڑ کرلائے۔ یا قریب کے تھانہ میں اطلاع دیں اسکو عہ انعام دیا جاویگا۔

المشتہر:۔ دلّا ولد لوچا رام اروڑہ ساکن دلّہ والا ضلع میانوالی